۷۸۶

فاعتبروا یا اولی الابصار

مرنے جینے کا مزا مل جائیگا — چشم عبرت سے اسے دیکھوگے گر

ماں بیٹے کی خط کتابت

مؤلفہ

جناب مولوی انور علیخان صاحب - انور رحمانی مہولوی ضلع لکھنؤ

حال افسر مدرسہ حسین گنج اسکول مینوسپل لکھنؤ

بنابر فائدہ انگریزی و اردو و نسوان اسکولون کیلئے

مصنفہ

جناب منشی وہاج الدین صاحب رئیس قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ

مفید عام پریس لکھنؤ پاٹا نالہ باہتمام محمد علی چھپا

سنہ ۱۹۱۲

بار اول ۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ہے وہی قیوم و دائم مستمر
باقی فانی ہے جو کچھ زیر سپہر

مظہر شان خدائی دیکھ لو
آئینہ مین دونون عالم کے مگر

پیشکش کرتا ہون اک دلکش بیان
جسکا ہے اک ایک جملہ پر اثر

ذہن نے جنت کی کھینچی ہے شبیہ
فکر نے لی دونون عالم کی خبر

نظم انگریزی سے ہے کچھ اقتباس
باقی اپنے بحر فکرت کے گہر

ایک بچہ اور مردہ اسکی مان
خط کتابت کرتے ہین باہمدگر

خط ہے لیکن نظم انگریزی مین ہے
مین دکھاتا ہون [illegible] دیکھو اگر

ہاے وہ بچپن کی بھولی گفتگو
ہاے وہ پیرانہ سالی پر اثر

ہاے کچھ کچھ علم کچھ کچھ جہل وہ
ہاے وہ کچھ ضبط اور سوز جگر

ایک کی وہ آرزو وہ التماس
ایک کی وہ گفتگوے پر اثر

اک کا استطلاع و استخبار حال
اک کا کرنا بے خبر کو باخبر

اک کا مردہ کو بلانا پیار سے — اک کا سوتے کو جگانا چھینکر
الغرض اس نظم کے جملے تمام — نیشتر ہین یا نیشتر ہین نیشتر
ناظرین اس مختصر مثنوی پر — عزت افزائی سے فرمائین نظر
اور جہان جا عیب یا نقصان ہو کچھ — یا چھپائین یا مٹائین سربسر

ایک دن ٹیلیگراف آفس مین مین — سن رہا تھا دور کی کوئی خبر
اور چھائی تھی گھٹا چارون طرف — دے رہی تھی برق بارش کی خبر
ناگہان یہ کان مین آئی بھنک — "بابو صاحب کیا یہی ہے تار گھر"
جب ذرا مجھکو فراغت کام سے — مین نے دیکھا اس طرف منہ موڑ کر
بھولا بھولا سا عجب نازک بدن — ایک بچہ سامنے آیا نظر
عارض گلرنگ سے تھا آشکار — اسکی روحانی مسرت کا اثر
وہ سنہرے بال وہ آنکھین کبود — آہوؤن کے صید کو وہ دام زر
اسکی آنکھون مین جو نیلاپن تھا — جسنے چرخ نے جادو جگایا تھا مگر
غور سے دیکھا کیا چارون طرف — فرش سے لے چھت تلک ڈالی نظر
پھر کیا اسنے وہی مجھسے سوال — اپنی جانب مجھکو مائل دیکھکر
پیار سے مینے دیا اسکو جواب — ہان یہی ہے میرے پیارے تار گھر
پر چمک بجلی کی یہ بادل کا شور — ایسے مین تنہا نکل آئے کدھر

خیر ہے کہیے تو کچھ کیا کام ہے — مین کرون گا ہو سکا مجھسے اگر
اُسکے ننھے ننھے ہاتھونمین مجھے — آیا اک لپٹا ہوا کاغذ نظر
شوق کے لہجے مین پھر کہنے لگا — اک تمنا کھینچ لائی ہے ادھر
یہ جو پھیلے ہر طرف کو تار ہین — جن کے مرکز مین بنا ہی تار گھر
کہتی تھی اَنّا کہ ان تارون کی راہ — بادلون سے آئی ہے بجلی ادھر
اور منزل چاہے جتنی دور ہو — ایک لمحہ بھر مین لاتی ہے خبر
آسمان پر ہین گئی امان مری — مجھ ستم کش کو اکیلا چھوڑ کر
فرصت اَبا کو مرے رہتی ہے کم — وہ چلے جاتے ہین اپنے کام پر
کیا کرون تنہا رہا جاتا نہین — کاٹے کھاتا ہے اکیلا مجھکو گھر
ہو کے مایوس آج یہ لکھا ہے خط — ایک کونے مین مکان کے بیٹھکر
موٹے حرفون مین لکھا ہی اسلئے — تا کہ جلدی سے فرشتے دیکھکر
جھٹ سے میری مان کو دیدین لیجیے خط — جلد امان کو مری ہووے خبر
آپ اس خط کو ذرا پہلے سنین — اور بتائین بے قرینہ ہو گر

خط

پیاری امان لیجیے میرا سلام — ہو گئین کیون آپ مجھسے بیخبر
یاد ہے مجھکو وہ حالت آپکی — جب نہ دیکھا مجھکو تھوڑی دیر اگر
یا ذرا آنکھون سے اوجھل ہو گیا — یا نہ پائی دو گھڑی میری خبر

ہو کے اپنے قلب سے بے اختیار ڈھونڈنے نکلیں مجھے سر پٹککر
دل کو سمجھاتے ہر طرف پھرنے لگیں اک قدم اندر تو اک دہلیز پر
جو نکلتا اُس سے کہتیں بے دھڑک میرے بچے کو کہیں دیکھا اِدھر
یاد ہی میں ہوں مری اماں کی اب ایک مدت سے نہیں پوچھی خبر
یاد ہر وقت آپ آتی ہیں مجھے دیکھتا ہر سو ہوں آنکھیں پھاڑ کر
جب نہیں ملتیں تو رو دیتا ہوں میں دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھامکر
کوئی بھی اب کھانے پینے کے لیے منتیں کرتا نہیں دو دو پہر
اب منانے والا ہی بیٹھا ہے کون میری اماں کس پہ بیٹھوں روٹھکر
بال اُلجھے ہیں تو اُلجھے ہی رہی گرد رخ پر ہے تو ہو جسقدر
کوئی خط بھی آپ نے بھیجا نہیں ہوتی ڈھارس کاش اُسی کو دیکھکر
آپ نے تو یہ بھی کچھ لکھا نہیں طے ہوا کتنے دنوں میں یہ سفر
ریل پر جاتے ہیں کتنے دور لوگ کرتے ہیں پانی میں کتنے دن سفر
پیشوائی کیلیے آیا تھا کون آپ مہمان آج کل ہیں کسکے گھر
کسطرح کے لوگ ہیں کیا حال ہے کرتے ہیں کسطور سے اپنی بسر
ہے عمارت کس طرح کی شہر میں جسمیں تم اُترے ہو وہ کیسا ہے گھر
شہر ہے قصبہ ہے یا ہے کوئی گاؤں آجکل ہے آپکا جس میں گذر
کون ہے اُس ملک کا فرمانروا بادشہ عادل ہے یا بیدادگر

بیاہ شادی کا وہان ہی کیا طریق
ناچ گانا ہوتا ہے کس طور پر

کس طرح کی ہی وہان آب و ہوا
رسمون کا کیسا ہوتا ہی اثر

معدنی چیزون کی پیداوار کیا
ہوتے ہین کس کس طرح کے جانور

آدمی جاہل ہین یا لکھے پڑھے
قوم کے وحشی ہین یا صاحب ہنر

کچھ زراعت کا بھی کاروبار ہی
ہے تجارت کا بھی وان مفتوح در؟

ہان کس کس طرح کا بکتا ہی نان
کچھ کھلونے بھی ملین ڈھونڈھو اگر

چھوٹی چھوٹی چھتریان بکتی ہین وان
اور باجے بھی کسی دوکان پر

سبز جھاڑون کی کہین ہی روشنی
سرخ قندیلین بھی آتی ہین نظر

مدرسے جاری وہان ہین یا نہین
اور پڑھاتے ہین فرشتے یا بشر

وان سزا کا کیا طریقہ ہی بھلا؟
مار تو پٹتی نہین ہر بات پر؟

امتحان ہوتا ہے کوئی یا نہین
ہے ترقی منحصر کس امر پر؟

پاتے ہین لڑکے وہان انعام بھی
جلدی جلدی پڑھتے لکھتے ہین اگر

کچھ وہان کرکٹ کا بھی سامان ہی
کھیلتے ہین یا ٹنس سب بیشتر

آپ نے میرے لیے کیا کیا لیا
مین نہ مانونگا نہ لائین کچھ اگر

یاد ہے مجھکو وہ کہنا آپ کا
نعمتین بیٹا بہت ہین چرخ پر

وان کے باغون مین نہین آتی خزان
رہتے ہین پھولے پھلے دائم شجر

وہ ثمر ملتے ہین جن کے نام سے
ذائقہ کے منھ مین پانی آئے بھر

میری اچھی اماں میرے واسطے — میوے لانا اچھے اچھے ڈھونڈکر
کچھ کھلونے کچھ مٹھائی بھی ضرور — اور اک چھوٹی سی چھتری دیکھکر
لائیگا بیت بھی اچھا سا ایک — جیسا مجھکو لادیا تھا پیشتر
اور کیا مانگون نہین آتا ہی یاد — میرے قابل چیز جو آئے نظر
لیکن ان فرمائشون کیوجہ سے — دیر آنے مین نہ کیجیے گا ادھر
مین نہین کچھ جانتا آپ آئیے — آپ کو اللہ پہونچا دے ادھر
آرزو ہے آپکے دیکھون قدم — آرزو ہے سر کو رکھون پاؤن پر
آرزو ہے کہکے امان لون پکار — آرزو ہے یہ کہ لپٹون دوڑکر
آپ کچھ ناراض شاید ہوگئین؟ — میری امان مجھپہ غصہ اس قدر؟
آئیے اب ضد کی باتین چھوڑ دین — آئیے اب ہٹ کو رکھا طاق پر
مین نہین کچھ جانتا بس آئیے — آئیے مچلا پڑا ہون خاک پر
اور اگر شاید کہ مجبوری ہے آپ — ختم کرسکتی نہون اپنا سفر
پھر تو فوراً لکھیے خط کا جواب — بنگئی ہے اب تو میرے حال پر

ہر جیئے گا مطلع تاریخ سے
دیکھیے گا "تار مین خط" کو اگر
۱۳۱۰ھ

بابو صاحب کیجیے اتنا کرم — بادل ابکی مرتبہ گرجے اگر
کھینچیے بجلی سے کہ لیجائے اسے — آپ ان تارون مین خط کو باندھیگا

ہاے اُس نادان کو کیا دیتا جواب | رہ گیا مین خود کلیجہ تھام کر
کانپ اٹھا اس واقعہ سے دل مرا | بھر گئی تھی آنسوؤن سے چشم تر
ہان مگر اُس سے چھپانیکے لیے | بول اُٹھا آنکھون سے آنسو پونچھکر
تو نہ گھبرا مستقل رہ میری جان | صبر کر اے میرے پیارے صبر کر
مان سے اپنی ایکدن ملجائیگا | شام ہوگی یہ جدائی کی سحر
مجھ سے جو کچھ ہوسکے گا تیرا کام | مین نہین ہرگز کرونگا درگذر
میرا شکریہ کیا اُس نے ادا | اور بولا آسمان کو دیکھکر
آپ کیا امید کرسکتے ہین آج؟ | ابر سے اتر گئی بجلی تار پر؟
اُسکی کوشش پر ہنسا چرخ کبود | اور سورج مسکرایا دیکھکر
چھٹ گیا ابر اور نکلا آفتاب | رنگ لایا ہاے چرخ فتنہ گر
خرمن امید پر بجلی گری | آتش غم سے پھنکا اس کا جگر
وہ گلِ رخسار مرجھانے لگے | رہ گیا اتنا سا چہرہ سوکھکر
رنگِ رُخ کی طرح سے اڑنیلگے | اُسکے چہرہ سے مسرت کا اثر
یاس کے لہجے مین آخر کو کہا | جاچکا خط آج اب جاتا ہون گھر
آنے دیگی پھر نہ یان آنا مجھے | اور تھوڑی دیر مین ٹھیرا اگر
بس خدا حافظ کبھی آؤنگا پھر | بادل اٹھا اور گھٹا چھائی اگر
الغرض لوٹا بڑی حسرت کے ساتھ | نا اُمیدی آگے آگے راہبر

گھر پہونچکر غم کا مارا سو رہا
خواب مین خط کا جواب آیا نظر

خوش ہوا بیٹا جو پایا مان کا خط
یون لگا پڑھنے وہ اُس کو کھول کر

جواب خط

اے مرے پیارے مرے لختِ جگر
اے مرے جانی مرے نورِ نظر

تو سلامت رہ جہان مین تا ابد
جب تلک دنیا مین ہو شام و سحر

یا الٰہی مدتون پھولے پھلے
تیری نخلِ کامرانی کا شجر

یہ ادا بچپن کی تیری بھا گئی
بھیجنی چاہی جو تونے یان خبر

تیری مان تیری یتیمی پر نثار
چوم لیتی ہاتھ بس چلتا اگر

میرے لال اب تو کہان اور مین کہان
اب تمنا میرے ملنے کی نہ کر

ریل کا کیا ذکر اور کیسا جہاز
ایک دم مین طے یہ ہوتا ہے سفر

اس سفر کو لوگ مرنا کہتے ہین
ہے نہین اس سے کسی کو بھی مفر

کھینچ لاتا ہے جسے دامِ اجل
وہ نہین جاتا یہان سے لوٹکر

ہے نفس کا جادہ اس منزل کی سمت
اور اعمال ایک اک کے راہبر

پیشوا تھا جو وہان وہ ہے یہان
غمزدون کا عاصیون کا چارہ گر

یان نہ مہمان ہے نہ کوئی میزبان
یان نہ ویرانہ نہ بستی کا اثر

بیاہ و شادی کی نہین کچھ احتیاج
ہر کوئی اک طور کرتا ہے بسر

جسکے جیسے ہین عمل وہ ویسے ہی　　اس جہان مین آکے پاتا ہی ثمر
یان کوئی موسم نہین ان کیطرح　　یان نہ وہ آب وہوا کا ہی اثر
یان نہ پیداوار نہ روئیدگی　　ہو چکا جو کچھ تھا ہونا پیشتر
یان نہ حاجت علم کی نے جہل کی　　کیسی حرفت اور کیا ذکر ہنر
کچھ نہ صنعت سے نہ کچھ محنت سے کام　　کچھ نہ شوق جاہ و فکر مال و زر
یان نہ کچھ کھانے پہننے کی ہی فکر　　نے زراعت نے تجارت کیا اثر
جو وہان بوتے ہین یان پاتے ہین جمع　　یہ ہی خرمن گاہ وہ کھیتی کا گھر
نعمتین ہر قسم کی موجود ہین　　سچ کہا تھا مینے تجھسے پیشتر
لیکن ان کو بس وہی پا سکتا ہی　　جسپہ ہو میری طرح رب کی نظر
مدرسہ تو یان کوئی جاری نہین　　امتحان ہوتا ہے لیکن سخت تر
مرکے جب آتا ہے انسان قبر مین　　دو فرشتے اسپہ کرتے ہین گذر
اور لیتے ہین زبانی امتحان　　ان سوالون مین اگر ٹھہرا بشر
اسکے پھر انعام کا کیا پوچھنا　　جا ہتا جتنا ہے پاتا اسقدر
بادشہ دونون جہان کا ایک ہے　　ایک ہی کے حکم مین ہین خیر و شر
وہ سنا تو نے جو ہو دوزخ بہشت　　ایک جا ہے خیر کا اک جا ہے شر
خوش عمل رہتے ہین جا ہے خیر مین　　بد عمل لوگون کا گھر ہے جا ے شر
وہ جو دنیا مین رہا کچھ دن قیام　　خواب کا عالم تھا گویا سر بسر

وان کے رونے رکھی یان آبرو — وان گرائے اشک یان پائے گہر
کام وان کی آہ وزاری آگئی — ابر رحمت بن گیا دود جگر
شکر ہے احسان ہے اللہ کا — جسنے جنت مین دیا ہے ہمکو گھر
ہر طرح کی مجھکو آسایش ہے یان — شاق اک تیری جدائی ہے مگر
تیری صورت کا ہے اک بچہ یہان — ہوتی ہے تسکین اسی کو دیکھکر
وہ ہے یعنی "تیرے ملنے کی امید" — بس یہی ہے درد دل کی چارہ گر
میرے پیارے شاد وآباد رہ — اسطرف چلنے کو باندھے رہ کمر
سن جو کچھ دنیا مین افسانہ سمجھ — دیکھ جو کچھ خواب اسکو دھیان کر
خواب سے جس وقت ہوگا ہوشیار — اور جانے گا گئین امان گذر
بڑھ کہین جاے نہ تیرا اضطراب — میرے پیارے یہ بڑا مجھکو ہے ڈر
لیکن اتنا بہت سمجھتی ہون ضرور — جب کریگا غور میرے حال پر
جان جاے گا کہ میری پیاری مان — عیش سے راحت کرتی ہین بسر
عیش وہ جسکو نہین ہرگز زوال — راحت ایسی جو ہمیشہ اوج پر
دولت دنیا ہے حادث یہ قدیم — گھٹنے بڑھنے کا نہین اسکو خطر
عشرت فانی تھی وہ یہ لازوال — راحت آنی تھی وہ یہ مستمر
وان کا گھر مسمار ہونے کو کھڑا — چار دیوار ابد یان کا گھر
اس مکان کا ہر مکین اک بادشاہ — سر پہ ہر اک کے ہے رکھا تاج زر

سیر کو وہ صاف وہ ستھری مقام
نعمتین یا ن کی خدا کی شان ہین
خادمون کی ان نہین کچھ انتہا
ہر جگہ حورین پئے خدمت گھرین
بس یہ سچا حال جب جانیگا تو
تو یقیناً تجھکو صبر آجاویگا
میرے [illegible] دنیا سے اچھی جاگہین
اس جہان سے سبکو جانا ہی ضرور
سب اسی صورت سے اٹھتے جائینگے
چھوٹنا اک سے ہی سبکو ضرور
ہیچ ہے دنیا اور اسکی کائنات
تف برین دنیا و نعمتہا ی او

لڑکھڑاتا پھرتا ہے یا سے نظر
کم نہین ہوتین لشا کو جسقدر
لاکھ حاضر ایک کو چاہو اگر
خوبصورت خوش سلیقہ خوش سیر
اے میرے دلبند شب کو سحر
جبکہ خوش ہوگا یہ دلمین سوچکر
کی مرے خالق نے رحمت کی نظر
کہتے اس عالم کو ہین دار السفر
کوئی پیچھے اور کوئی پیشتر
اس جدائی سے نہین ممکن مفر
ہیچ یہ عالم اور اسکا کر و فر
فتنہ ہین اموال و اولاد و زر

کھول آنکھین چند روزہ ہی حیات
باز آ غفلت سے قصہ مختصر

۱۳۲۲ھ

تمت بالخیر

پتہ ملنے کا۔ اسکول حسین گنج مینوسپل لکھنؤ۔

نوٹ۔ ترانہ انوری جدید زیر طبع ہے۔